REGD. NO. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۲۹

جلد ۴۹/۱۴ — ۲۱ اخاء ۱۳۳۹ ہش — ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۰ء — نمبر ۲۴۳

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ

ربوہ ۲۰ اکتوبر بوقت سوا نو بجے صبح

کل دن بھر حضور کو اعصابی ضعف کی تکلیف رہی۔ اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ نسبتاً اچھی ہے ؛

احباب جماعت حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

باقر گنج کے طوفان زدگان کی امداد کیلئے دس لاکھ روپے کی منظوری

بعض حلقوں کا اندازہ ہے کہ ہلاک ہونیوالوں کی تعداد تین ہزار سے بڑھ جائیگی

ڈھاکہ ۲۰ اکتوبر۔ گورنر مشرقی پاکستان نے باقر گنج کے طوفان زدہ لوگوں کی امداد کے لئے دس لاکھ روپیہ منظور کیا ہے۔ اس میں سے پانچ لاکھ روپیہ عام امداد پر صرف کیا جائیگا۔ اور باقی ماندہ پانچ لاکھ روپیہ مکانات کی تعمیر کے لئے قرضے کے طور پر دیا جائے گا۔ اس اثناء میں مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان کے متعدد اصحاب اور ادارے امداد کے لئے رقوم دینے کا اعلان کر رہے ہیں۔ حکومت مشرقی پاکستان نے اعلان کیا ہے کہ کسی غیر سرکاری ادارے یا فرد کو مصیبت زدہ لوگوں کے لئے چندہ جمع کرنے کی اجازت نہیں۔ اعلان میں بتایا گیا ہے کہ جو لوگ گورنر کے فنڈ میں چندہ دینے کے متمنی ہیں۔ انہیں نیشنل بنک آف پاکستان کی کسی شاخ میں روپیہ جمع کرا کر اس کی اطلاع گورنر کے سکرٹری کو دینی چاہیئے

کراچی کی اطلاع کے مطابق ریڈ کراس سوسائٹی کے پاکستان ہیڈ کوارٹرز میں اعلان کیا گیا ہے کہ ریڈ کراس نے مشرقی پاکستان کے طوفان زدہ علاقوں کی امداد کے طور پر ہیضے اور ملیریا کے سدباب کے لئے دواؤں کیپسول اور اسی قسم کی بعض دوسری اشیاء بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے جن کی قیمت ۲½ لاکھ روپیہ ہے۔ یہ اشیاء پہلا جہاز ملتے ہی چٹاگانگ بھیج دی جائیں گی ؛

ایجنسی فرانس کی اطلاع کے مطابق ابھی تک سرکاری طور پر نقصان کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکا۔ لیکن ڈھاکہ کے اخبارات میں نقصان کے بارے میں ہیجان خیز خبریں شائع ہو رہی ہیں۔ بنگالی زبان کے روزنامہ "آزاد" نے لکھا ہے کہ ابھی تک سینکڑوں نعشیں دریاؤں میں بہہ رہی ہیں۔ بنگالی زبان کے اخبار "اتحاد" نے اطلاع دی ہے۔ کہ متاثرہ جزائر میں سے چند ایک میں ایک ہزار سات سو تریپن نعشیں مقامی افسروں کی نگرانی میں سپرد خاک کی گئی ہیں۔ اور ابھی متعدد لاشیں دفن کی جانے والی ہیں۔ ایجنسی فرانس پریس نے مختلف حلقوں کے ردعمل سے اندازہ لگایا ہے۔ کہ ہلاک ہونے والوں کی تعداد تین ہزار سے بڑھ جائیگی۔

اقوام متحدہ میں پارٹی سسٹم کی بنیاد پر امن اور جنگ کے لئے کشمکش

پاکستان کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس اے۔ آر۔ کارنیلیس کی تقریر

لاہور ۲۰ اکتوبر۔ پاکستان کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس اے آر کارنیلیس نے کل ادارہ قومی تعمیر نو کے مرکز میں ہفتہ اقوام متحدہ کا افتتاح کیا۔ مسٹر جسٹس کارنیلیس نے کہا کہ جنرل اسمبلی کے حالیہ اجلاس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے۔ کہ اقوام متحدہ میں ایک پارٹی سسٹم قائم ہوتا جا رہا ہے۔ کسی ملک کی قومی اسمبلی میں جو پارٹیاں قائم ہوتی ہیں۔ ان کی کوشش تو یہ ہوتی ہے کہ وہ مجلس قانون ساز کی وساطت سے ملک پر حکمرانی کریں۔ لیکن اقوام متحدہ میں یہ کشمکش جاری ہے کہ دنیا کو جنگ سے دوچار کر دیا جائے۔ یا اس میں امن قائم رکھا جائے۔

قوموں کے اس حق کا ذکر کرتے ہوئے کہ وہ جو رائے چاہیں ظاہر کریں۔ اور جس بلاک میں چاہیں شریک ہو جائیں چیف جسٹس نے کہا اس قسم کے ہر اجتماع میں ایک سے زیادہ رائیں ظاہر کی جاتی ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ تائید اسی رائے کو حاصل ہوتی ہے۔ جسے ظاہر کرنے والے حالات کا صحیح مشاہدہ کریں۔ اور کسی خوف یا لالچ کے بغیر دیانتداری کے ساتھ اپنی رائے ظاہر کر دیں

جاپانی وفد سے حکومت پاکستان کی بات چیت

راولپنڈی ۲۰ اکتوبر۔ ٹیکسٹائل مشینیں تیار کرنے والے جاپانی کارخانہ داروں کے نو رکنی وفد نے حکومت پاکستان کے بعض نمائندوں سے بات چیت کی جن کی قیادت مسٹر ابو القاسم خاں وزیر صنعت کر رہے تھے۔ یہ وفد چار پانچ دن تک راولپنڈی میں قیام کرے گا۔ کل جاپانی وفد مختلف وزارتوں میں جائے گا۔ اور پرسوں پھر مسٹر ابو القاسم خاں سے تبادلہ خیالات کرے گا۔ مسٹر ابو القاسم خاں نے ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان کو بتایا کہ بعد میں قیمت کی ادائیگی کی بنیاد پر جاپان سے جو مشینیں حاصل کی جائیں گی۔ ان کے بارے میں وفد سے کچھ شرطیں طے بھی ہو گئی ہیں لیکن ابھی قیمتوں کا فیصلہ نہیں ہوا۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ وفد سے تفصیلی بات چیت ہونے کے بعد تصفیہ ہو جائے گا ؛

گورنروں کی کانفرنس کا ایجنڈا

راولپنڈی ۲۰ اکتوبر۔ صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں ۲۴ اور ۲۵ اکتوبر کو لاہور میں منعقد ہونے والی گورنروں کی کانفرنس میں صدارت کے فرائض انجام دیں گے۔ اس کانفرنس میں مشرقی و مغربی پاکستان کے گورنر صدارتی کابینہ کے ارکان۔ دونوں صوبوں کے چیف سکرٹری۔ ناظم کراچی اور منصوبہ بندی کمیشن کے چیئرمین شریک ہونگے اس کانفرنس میں بنیادی جمہوریتوں کے کام کا جائزہ لیا جائے گا۔ صنعتی ترقی کا سروے کیا جائیگا۔ سڑکوں کی اصلاح و مرمت کے

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل بی۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۰ء

اصول کیلئے دولت پر لات مار دی

روزنامہ "نوائے وقت" کے نامہ نگار کے مکتوب لندن سے:-

"اس ملک میں راتوں رات امیر بن جانے کا خبط سب پر سوار ہے اس قوم کا ہر فرد "فٹ بال پولز" پر ہر ہفتے پانچ دس شلنگ ضرور خرچ کرتا ہے گھوڑوں اور کتوں کی دوڑیں جوا بازی ان کے محبوب مشاغل ہیں لیکن اس ہفتے ایک انگریز نے ۲۸ ہزار پونڈ فٹ بال پولز میں جیتنے کے بعد کم و بیش پونے چار لاکھ روپے کے برابر چیک کو صرف چھو کر خیرات میں دے دیا۔ اور آئندہ جوئے بازی سے توبہ کر لی ہے۔

اس مرد عجیب کے ہاں روپے کی کوئی ریل پیل نہیں تھی اس کی تنخواہ بھی کوئی زیادہ نہیں۔ شادی شدہ اور صاحب اولاد ہے۔ مکان خریدنے کے چکر میں ہے۔ لیکن ابھی "ضمانت رہن" کا بندوبست نہیں۔ بس پر سفر کرتا ہے مگر کار خریدنے کا بھی خواہشمند ہے۔ اس کے باوجود اس نے یہ چیک کیوں خیرات میں دے دیا ہے؟

یہ شریف آدمی "میتھاڈسٹ" عیسائی ہے اور یہ فرقہ جوئے بازی کی اجازت نہیں دیتا۔ وہ ہر ہفتے "کوپن" ضرور بھیجتا رہا ہے۔ لیکن جوئے میں جیتی ہوئی رقم کے چیک کو استعمال کرنا اس کے ضمیر نے گوارا نہیں کیا اور اب پشیمانی کے طور پر انتخاب نیاز کا اظہار کیا ہے کہ اس کا اس سے بھی کوئی تعلق نہیں ہوگا کہ چیک کی رقم کس خیرات میں اور کس طرح اور کہاں خرچ ہوتی ہے؟

اس "سیکولر" دیس کے باسی کا قصہ سننے کے بعد ذرا پاکستان میں مذہب کے شیدائیوں اور اسلام کے پرستاروں کے کردار کو بھی ذہن میں رکھیے۔ چور بازاری گراں فروشی اور سمگلنگ ہمارے "قومی پیشے" بن چکے تھے۔ انقلابی حکومت نے محکمہ زکوٰۃ کا اجراء کیا تھا ماشاء اللہ مسلمانوں کے سب سے رستے لگے "ہیں یہ محکمہ اپنا خرچ بھی نہیں نکال رہا ہے" (نوائے وقت ۱۷/۱۰)

ہمارا دعوٰے ہے کہ ہم پاکستان میں اسلامی قانون کا نفاذ کریں گے۔ قرآن کریم کے شروع ہی میں اللہ تعالیٰ نے متقیوں کی نشانی یہ بتائی ہے کہ

الذین یومنون بالغیب و یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقناھم ینفقون ۝

یعنی متقی لوگ وہ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے نماز قائم کرتے اور جو کچھ ہم نے انہیں رزق دیا ہے۔ اس کو فی سبیل اللہ خرچ کرتے ہیں۔ مگر آج مسلمانوں کا وہ حال ہے جس کو مکتوب مذکورہ بالا میں طنزاً بیان کیا گیا ہے کہ انقلابی حکومت نے زکوٰۃ کا محکمہ کھولا تو زکوٰۃ کے فنڈ میں اتنا روپیہ بھی نہیں آیا کہ جس سے محکمہ کا خرچ ہی پورا ہو سکے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا تمام پاکستان میں جو مسلمانوں کی اکثریت کی وجہ سے ایک اسلامی ملک کہلاتا ہے اتنے بھی صاحب نصاب مسلمان موجود نہیں ہیں جن پر زکوٰۃ فرض ہو؟ اگر اس کا اندازہ آپ بڑے بڑے ملوں کا خاتون۔ تجارت گاہوں بڑے بڑے زمینداروں کی عیش و عشرت کی زندگی سے لگائیں تو واقعی یہ نہایت دردناک صورت حال ثابت ہوگی کہ زکوٰۃ جیسے فریضہ کی ادائیگی بھی نہیں ہو رہی۔

مکتوب میں جو واقعہ شائع ہوا ہے یہ ان کروڑوں واقعات میں سے ایک ہے جو لادینی اور مسیحی یورپ اور امریکہ میں ہر وقت ہوتے رہتے ہیں۔ اس سے یہ بھی اندازہ ہو سکتا ہے کہ اکثر دیندار کہلانے والے مسلمان جو ذرا ذرا سے فروعی اختلافات کے لئے جنگ و جدل میں مصروف رہتے ہیں اور فقہی نکات کی چندی کی چندی نکالتے ہیں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے کلام پر کتنا ایمان رکھتے ہیں۔ اور ان کے مقابلہ میں بزعم ہمارے ایک باطل پرست دولت کو کس قدر ہیچ سمجھتا ہے اور محض ایک اصول کے لئے اتنی بڑی رقم کو باوجود خود بڑا دولت مند نہ ہونے کے کس طرح لات مار دیتا ہے

دوسرا امر قابل غور یہ ہے کہ قمار بازی تقریباً ہر مذہب میں ناجائز سمجھی جاتی ہے افسوس ہے کہ یورپ کی اقوام باوجود عیسائی ہونے کے قمار بازی کی بڑی رسیا ہیں اور سینکڑوں عالیشان مقامات یورپ اور امریکہ میں قمار بازی کے لئے مخصوص ہیں اور کئی کئی طریقوں سے یہ شوق پورا کیا جاتا ہے۔ اگرچہ مشرق میں بھی قمار بازی ہوتی چلی آئی ہے۔ مگر یورپ کے تتبع میں اب مشرقی ممالک میں بھی قمار بازی کے نئے نئے طریقے رواج پا رہے ہیں اور اعلیٰ سوسائٹی میں شغل کے طور پر بازی لگا کر تاش کھیلنا تو ایک معمولی سی بات ہو گئی ہے

اسلام نے خاص طور پر جن برائیوں کا امتناع کیا ہے۔ ان میں قمار بازی بھی شامل ہے۔ اور قمار بازی۔ سود۔ شراب وغیرہ کی طرح مسلمان کے لئے حرام قرار دی گئی ہے

اگر پاکستان واقعی ایک مثالی اسلامی ملک بننا چاہتا ہے تو لازم ہے کہ کم از کم ایسی برائیوں کو یہاں پنپنے نہ دیا جائے جن کی حرمت کا حکم صریح طور پر قرآن مجید میں دیا گیا ہے۔

یہ کام ہمیں نے کرنا ہے

جو کرنا ہے سو کرنا ہے پھر کرنے سے کیا ڈرنا ہے
گر جینا ہے تو جینا ہے گر مرنا ہے تو مرنا ہے

خود ہم نے سوچ بچار لیا کھنگال لیا پڑتال لیا
ہے کام ہمارے کرنے کا یہ کام ہمیں کو کرنا ہے

جب کود پڑے ہیں دریا میں پھر موج ہے کیا گرداب ہے کیا
جو ہونا ہے سو ہونا ہے یا ڈوبنا ہے یا ترنا ہے

منزل جو کٹتی جاتی ہے دیوار سی بنتی جاتی ہے
اب پیچھے ہٹنا ناممکن آگے ہی پیر تو دھرنا ہے

تسخیر جہاں کی فکر ہی کیا اب سود و زیاں کا ذکر ہی کیا
جو جیتنا ہے تو جیتنا ہے جو ہرنا ہے تو ہرنا ہے

دینی جرائد سے خطاب

بلا تبصرہ

پاکستان میں جو مسائل دینی نقطۂ نظر سے اہمیت رکھتے ہیں ان میں سرفہرست پانچ مسائل ہیں (۱) منکرین سنت کا گروہ جو پورے زور شور سے اپنے خیالات عوام میں اور تعلیم یافتہ حلقوں میں پھیلا رہا ہے بالخصوص اپنا لٹریچر کالجوں اور لائبریریوں میں پہنچا رہا ہے۔ (۲) ادارۂ ثقافت جو سرے سے دین کی بنیادی تعلیمات اور نظریات کی تحریف میں کوشاں ہے اور اس کے بھاری بھرکم مصارف سرکاری امداد سے ادا ہوتے ہیں (۳) بہائی گروہ جس نے تقریباً تمام قابل ذکر شہروں میں اپنے تبلیغی سنٹر قائم کر رکھے ہیں اور پوری طرح اپنے حلقۂ اثر کو بڑھانے میں مصروف ہے اس کے عقائد جن کی تفصیل کسی اور موقع پر بیان کی جائے گی بالکل اسلام اور قرآن کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ ایران اور عرب جمہوریہ میں اس گروہ کو خلاف قانون قرار دیا گیا ہے لیکن یہ پاکستان میں بڑے زور شور سے اپنے عقائد کی تبلیغ کر رہا ہے۔ (۴) عیسائی مشنریاں بھی کسی سے پیچھے نہیں اور بھولے بھالے دیہاتی لوگوں کو مرتد بنانے کی مہم چلا رہی ہیں۔ ان کی سرگرمیاں خطرناک حد تک بڑھ چکی ہیں یہ تمام گروہ اپنے اخبارات و رسائل کے ذریعہ لوگوں میں اپنا اپنا اثر پھیلا رہے ہیں (۵) ملک میں فحاشی اور بے حیائی کا طوفان پھیل چکا ہے۔ ان حالات میں ہمارے مذہبی حلقے ایک دوسرے کے جلسے الٹوانے میں مصروف ہیں۔ اور بعض مذہبی جرائد اور اہم ترین مسائل سے جان چھڑا کر اسی بات میں مصروف ہیں۔ کوئی جریدہ پیس آفیسر کو دوسرے جرائد کے خلاف اکساتا ہے اور ان پر پابندی لگانے کا مشورہ دے رہا ہے کوئی شیعہ سنی کے تنازعہ میں الجھا ہوا ہے اور بعض اخبارات مسئلہ حیات النبی کو بنیاد قرار دے کر ایک دوسرے کی تکفیر میں مصروف ہیں۔

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۸ر جون ۱۹۴۶ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے :-

قادیان کی معجزانہ ترقی

فرمایا:- حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب دعوے فرمایا اس وقت

قادیان کی حالت

ایک چھوٹے سے گاؤں کی سی تھی۔ اور اس کی آبادی اس طرف سے اس گلی تک ختم ہو جاتی تھی۔ جہاں آجکل مدرسہ احمدیہ ہے۔ اور اس سے آگے فصیل تھی۔ جو پرانے زمانہ میں حفاظت کے لئے ہمارے آباؤ اجداد نے بنوائی تھی۔ اور جنوب کی طرف آبادی اس گلی تک ختم ہو جاتی تھی۔ جس گلی میں بٹالہ سے یکے وغیرہ آتے ہیں۔ مغرب کی طرف سے جس گلی میں سے گزر کر ہم عیدگاہ کی طرف جاتے ہیں وہاں آبادی ختم ہو جاتی تھی۔ اور شمال کی طرف سے جہاں سے موٹر گزر کر آگے بازار میں داخل ہوتا ہے وہاں تک آبادی تھی۔ اس سے آگے ریت کا میدان تھا جو آجکل ریتی چھلہ کہلاتا ہے۔ یہ گلی بھی شیخ یعقوب علی صاحب کے گھر تک تھی۔ اس سے آگے افتادہ زمین تھی۔ جس پر جھاؤ وغیرہ کے درخت تھے۔ اور اس میں سکول کے لڑکے کھیلا کرتے تھے۔ اور لوگ وہاں اپنے جانور باندھتے تھے۔ اور جیسے گاؤں میں وارا وغیرہ استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح لوگ وہاں بیٹھتے تھے۔ اور پرے جس جگہ ہسپتال ہے اور جہاں آجکل سکول اور کالج ہے وہاں

ایک ویران جنگل

ہوتا تھا۔ اور زمین کے نقص کی وجہ سے وہاں کھیتی باڑی نہیں ہوتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کبھی کبھی اس طرف سیر کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ اس طرف چھوٹے چھوٹے خود رو پودے جن کی جڑیں نہیں ہوتیں اُگ آتے تھے۔ اور جب تیز ہوائیں چلتی تھیں، تو وہ ہوائیں انہیں اڑائے لئے پھرتی تھیں اور ہم ان کے پیچھے پیچھے بھاگتے تھے گویا وہ ہمارے لئے ایک کھیل ہوتی تھی۔ اور لوگ ڈر کے مارے رات کے وقت اس طرف نہیں جاتے تھے۔ اور جہاں آجکل ہائی سکول ہے۔ اس علاقہ کو جنات کی زمین سمجھا جاتا تھا۔ اس زمانہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے خواب میں دیکھا کہ یہاں بڑی بڑی عمارتیں ہیں اور بڑی بڑی دوکانیں اور بڑی بڑی توندوں والے سیٹھ ان دوکانوں پر بیٹھے ہیں۔ اسی طرح آپ نے ایک دفعہ فرمایا کہ قادیان ترقی کرتے کرتے بیاس تک پہنچ جائے گا۔ یہ پیشگوئی بالکل نرالی ہے اور کوئی شخص ایسی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ اس کی ایک ہی مثال زمانہ قدیم میں ملتی ہے اور وہ مکہ مکرمہ کی ہے کہ وہ اسلام کے ذریعہ بہت بڑی برکات کا موجب بنا۔ اس سے پہلے وہ وادی غیر ذی زرع تھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے لوگ وہاں حج کے لئے آتے تھے اور واپس چلے جاتے تھے لیکن آپ کی بعثت کے بعد اس شہر نے بہت بڑی ترقی کی۔ اس مثال کے سوا گزشتہ تیرہ سو سال کے عرصہ میں

تاریخ میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی

جہاں اس رنگ میں آبادی نے ترقی کی ہو۔ دنیا میں جن وجوہ کی بناء پر شہر ترقی کیا کرتے ہیں۔ ان میں سے کوئی وجہ بھی قادیان میں نہیں پائی جاتی تھی۔ ابتدائی سبب ترقی کا یا جنکشن ریل ہے۔ یا فیکٹریاں ہیں یا گورنمنٹ کے دفاتر ہیں یا تجارتی منڈیاں ہیں۔ ان تمام باتوں میں سے کوئی بھی قادیان میں نہیں پائی جاتی تھی۔ قادیان میں ریل نہیں آتی تھی۔ اور پھر یہ بڑی بڑی سڑکوں سے ایک طرف ہے۔ اور اس کے قریب کوئی ایسا بڑا شہر نہیں۔ جو کہ ارد گرد اور شہروں کو پیدا کرنے کا موجب ہو۔ قادیان کے قریب بٹالہ ہے لیکن وہ کوئی ایسی جگہ نہیں جس کی وجہ سے کوئی دوسرا شہر یا قصبہ قائم ہو سکے۔ بلکہ

حقیقت یہ ہے

کہ اب قادیان کی وجہ سے بٹالہ کو قوت مل رہی ہے۔ لیکن بٹالہ کی وجہ سے قادیان کو کوئی طاقت حاصل نہیں ہوئی۔ اور بڑی سڑکوں سے قادیان بالکل ایک طرف ہے۔ اس لئے ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ سڑکوں کا مرکز ہونے کی وجہ سے اس شہر نے ترقی کر لی ہے۔ پھر دوسری وجہ کسی شہر کو ترقی دینے کے لئے تجارت خیال کی جاتی ہے۔ اور یہ تسلیم شدہ بات ہے کہ قادیان کو تجارتی لحاظ سے کوئی اہمیت نہ تھی۔ اور نہ یہاں کوئی منڈی تھی۔ اب احمدیوں نے کوشش کر کے یہاں منڈی قائم کی ہے۔ اس لحاظ سے قادیان کی جو آبادی ترقی کر رہی ہے۔ وہ تاجرانہ لحاظ سے بھی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ قادیان میں آنے والے ایسے لوگ ہیں جو کہ دین حاصل کرنے کے لئے یہاں آتے ہیں۔ اور ان کا مقصد تجارت یا صنعت و حرفت نہیں ہوتا۔ پس اب جو تجارتیں اور کارخانے نظر آتے ہیں۔ یہ احمدیت کی وجہ سے ہیں۔ اور اس کا ایک نشان ہیں۔ یہ نہیں کہ ان کارخانوں اور تجارتوں کی وجہ سے قادیان نے ترقی کی بلکہ قادیان کی ترقی کے نتیجہ میں یہ چیزیں پیدا ہوئی ہیں۔

تجارت کے بعد

گورنمنٹ کے دفاتر

کسی شہر کی ترقی کا موجب ہوتے ہیں۔ لیکن قادیان میں گورنمنٹ کا کوئی دفتر نہیں۔ اب صرف ایک چوکی پولیس یہاں بنائی گئی ہے۔ جس میں چند سپاہی رہتے ہیں۔ لیکن ایک چوکی پولیس اور چند سپاہیوں کی وجہ سے شہر کی کیا ترقی ہو سکتی ہے۔ پس کوئی چیز بھی ایسی نہیں۔ جسے ہم قادیان کی ترقی کی وجہ قرار دے سکیں۔ آخر ہمیں یہی کہنا پڑتا ہے کہ قادیان کی ترقی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام کے ماتحت ہو رہی ہے۔ اور الہام کے نتیجہ میں ترقی کا یہ ثبوت ہے کہ جتنی وجوہات کسی شہر کی ترقی کی ہو سکتی ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک بھی قادیان میں نہیں پائی جاتی تھی۔ اس سے ہمیں صاف طور پر نظر آتا ہے۔ کہ یہ ترقی خدائی منشاء کے ماتحت ہو رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں قادیان کی آبادی ۱۸۰۰ کے قریب تھی۔ اور اب پندرہ ہزار کے اوپر ہے۔ اس میں سے غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کی آبادی صرف ہزار بارہ سو کے قریب ہے۔ پس ایک وقت وہ تھا کہ

قادیان کی ساری آبادی

۱۸ سو کے قریب تھی۔ اور اب قادیان کی آبادی ۱۵ ہزار کے لگ بھگ ہو گئی ہے۔ اور دوسرے لوگ کم ہوتے جاتے ہیں۔ اور احمدی بڑھتے جاتے ہیں۔ اور یہ احمدیت کی صداقت کا ایک بہت بڑا نشان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوا ہے۔

قادیان کی آبادی کے سلسلہ میں بعض پیش آمدہ دقتیں اور انکا علاج

لیکن جہاں قادیان اللہ تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت ترقی کرتا جا رہا ہے۔ وہاں کچھ ضرورتیں ایسی پیدا ہو رہی ہیں کہ اگر ان کا بروقت علاج نہ سوچا گیا۔ اور ان روکوں کے متعلق جو پیدا ہو رہی ہیں منتظم کوشش نہ کی گئی۔ تو آئندہ بعض ایسی مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ جو کہ سلسلہ کی ترقی میں روک ثابت ہوں گی۔

پہلی بات تو یہ ہے

کہ قادیان جس سرعت کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔ اس کے لحاظ سے اس کی صفائی کی بہت ضرورت ہے۔ سوائے دارالانوار کے باقی محلوں میں صفائی کا خاطر خواہ انتظام نہیں۔ اور گلیاں بہت تنگ اور ناقص ہیں۔ اور جب بارش ہوتی ہے تو شہر بجائے شہر ہونے کے تالاب بن جاتا ہے۔ اور پانی کے نکاس کی کوئی صورت ابھی تک پیدا نہیں ہوئی۔ یہ کام اتنا بڑا ہے کہ گورنمنٹ کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ گورنمنٹ کے سرویر آئے۔ اور انہوں نے سروے کے بعد اندازہ لگایا کہ پانی کے نکاس پر ۴ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔ قادیان کی میونسپل کمیٹی ایسی نہیں کہ وہ اتنے بڑے بوجھ کو اٹھا سکے۔ اسے بہت بڑی اعانت کی ضرورت ہے۔ چنانچہ

یہ سکیم بنائی گئی

کہ ۲ لاکھ روپیہ گورنمنٹ ترقیات بلدیہ کے محکمہ کی طرف سے خرچ کرے۔ اور دو لاکھ روپیہ قادیان میونسپل کمیٹی گورنمنٹ سے قرض لے۔ جسے وہ آہستہ آہستہ ادا کرے گی۔ لیکن اس میں مشکل یہ پیش آئی۔ کہ یہ روپیہ سودی تھا۔ اور اس سود کی ذمہ داری ہم پر پڑتی تھی۔ اس لئے اس دو لاکھ روپے کا انتظام نہ ہو سکا۔ اور گورنمنٹ نے بھی دو لاکھ روپیہ نہ دیا۔ بہرحال یہ صورت حالات جاری نہیں رکھی جا سکتی۔ کیونکہ عام شہروں کی نسبت قادیان میں لوگوں کی صحتوں کا معیار گرتا جا رہا ہے۔ اور قادیان میں دوسرے شہروں کی نسبت ٹائیفائڈ زیادہ ہوتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ قادیان کی نالیاں اور گلیاں گندی ہیں۔ اور ان میں پانی ٹھہرا رہتا ہے۔ پانی میں سڑاند پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس گندے پانی کی وجہ سے ٹائیفائڈ اور ملیریا وغیرہ زیادہ پھیلتے ہیں۔ کیونکہ گندے پانی کی وجہ سے مچھر پیدا ہوتا ہے اور مچھر کی وجہ سے لوگوں کی صحتیں بگڑتی ہیں۔ جب صحتیں خراب ہونگی۔ تو کام کرنے والے پوری قوت کے ساتھ کام نہیں کر سکیں گے۔ جب جماعت کا معتد بہ حصہ ٹائیفائڈ اور ملیریا سے بیمار ہو

وہ ترقی کے میدان میں کس طرح قدم رکھ سکتی ہے۔ کچھ عرصے سے میں دیکھتا ہوں کہ قادیان میں ٹائیفائڈ کے بہت کیس ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ سل اور دق کے بھی بہت سے کیس ہو رہے ہیں۔ یہ صورتِ حالات نہایت پریشان کن ہے اور جماعت کی طاقت اس طرح کمزور ہو جانے کا خطرہ ہے۔

دوسرا نقص یہ ہے

کہ جنگ کے بعد زمینوں کی قیمتیں بہت بڑھا دی گئی ہیں۔ یہاں تک کہ غرباء تو کسی صورت میں زمین خرید ہی نہیں سکتے۔ قادیان میں بعض ٹکڑے تو اتنے مہنگے بیچے گئے ہیں کہ بڑے بڑے شہر مات کھا گئے ہیں۔ لاہور میں بھی بعض اعلیٰ جگہوں پر زمین دس ہزار روپے کنال بکتی ہے اور قادیان میں بھی دس ہزار روپے کنال بلکہ بیس ہزار روپے کنال تک بکتی ہے۔ حالانکہ قادیان لاہور کی آبادی کا دو فیصدی ہے۔ قادیان کی آبادی اٹھارہ ہزار ہے اور لاہور کی آبادی نو لاکھ ہے۔ قادیان میں زمین کا عام بھاؤ بھی چار پانچ ہزار روپیہ کنال ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ غرباء اتنی مہنگی زمین خرید کر مکان نہیں بنا سکتے۔ یہ تبدیلی یکدم اور قریب کے زمانہ میں ہوئی ہے۔ اور اس میں بہت سا دخل تجارتی کاروبار کرنے والوں کا ہے جو کہ جتھہ بندی کر کے زمین کی قیمت کو بڑھاتے ہیں اور گاہک سیدھے سادے ہونے کی وجہ سے ان کی باتوں میں آ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اگر یہ موقع ہاتھ سے نکل گیا تو پھر ایسی زمین کا ملنا محال ہو جائے گا۔ اب غرباء تو بیچارے کوئی کھلا مکان بنا ہی نہیں سکتے کیونکہ ان کے پاس اتنا روپیہ کہاں کہ وہ پہلے پانچ ہزار کی ایک کنال یا $2\frac{1}{2}$ ہزار کی دس مرلہ زمین خریدیں اور پھر اس پر مکان بنائیں۔ اور اگر تین چار مرلہ میں مکان بنایا جاتے۔ تو ایسے تنگ مکانوں سے صحتوں کو نقصان پہنچتا ہے۔

تیسرا نقص یہ ہے

کہ قادیان کے اردگرد جو دیہات ہیں۔ ان کی زمینیں شہر میں شامل ہوتی جا رہی ہیں۔ اور چونکہ قیمتیں زیادہ ملتی ہیں اس لئے لوگ اپنی زمینیں بیچتے چلے جاتے ہیں اور ان کی جگہ کوئی نئی جائیداد پیدا نہیں کرتے جو بیچتے ہیں وہ کھا لیتے ہیں۔ اگر یہی صورتِ حال جاری رہی تو خطرہ ہے کہ ان کی زمینداریاں ختم ہو جائیں گی۔ اور ان کے آباؤ اجداد جو کام کرتے تھے وہ اس کو چھوڑ کر کوئی اور کام کرنے پر مجبور ہوں گے۔ گویا زمیندار مزدور پیشہ ہو کر رہ جائیں گے اور اس طرح جماعت کو نقصان پہنچے گا۔

چوتھے قادیان کی ترقی

کے لئے کوشش کرنا ہمارا بھی فرض ہے۔ اور صحت کے لئے انتظام کرنا بھی ہمارا فرض ہے اور یہ اہتمام کرنا بھی ضروری ہے کہ غرباء کے لئے مکان بنانے کی گنجائش رہے امراء تو بہت کم ہجرت کر کے آتے ہیں۔ زیادہ تر ہجرت کر کے آنے والے غرباء ہی ہوتے ہیں۔ اگر غرباء کو مکان بنانے کے لئے سستی زمین نہ ملی تو ہجرت کر کے آنے والوں کی تعداد کم ہو جائے گی اور قادیان کی ترقی کی رفتار کمزور ہو جائے گی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے قادیان کی ترقی کا وعدہ فرمایا ہے اس لئے قادیان کی آبادی ضرور بڑھے گی۔ لیکن اگر ہماری طرف سے کوئی روک پیدا ہو تو اس کی ذمہ واری ہم پر عائد ہو گی۔

ان سب باتوں کے متعلق سوچنے اور غور کرنے کے بعد میں نے یہ تجویز کی ہے گو ابھی یہ تجویز پورے طور پر مکمل نہیں مگر تاہم میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کے متعلق اعلان کر دوں تا کہ احباب کے ذہن میں رہے

ایک اور بات

جس کا ذکر کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ قادیان میں کارخانے بننے لگ گئے ہیں اور کارخانوں کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ شہر سے باہر ہوں۔ کیونکہ کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں اور کاریگروں کو تنخواہیں زیادہ ملتی ہیں جس کی وجہ سے وہ کئی قسم کی خرابیوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کام کرنے والوں میں ہندو سکھ۔ اور غیر احمدی عنصر بھی ہے۔ ان پر ہم کنٹرول نہیں کر سکتے اور ان کے کیریکٹر کا دوسروں پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ ان حالات کی وجہ سے کئی خرابیاں ایسی پیدا ہو رہی ہیں جن کا مجلس میں ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔ اس لئے آئندہ کے لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ کارخانے شہر سے باہر ہوں اور سب ایک ہی جہت میں ہوں اور ایک خاص علاقہ کارخانوں کے لئے مخصوص کر دیا جائے تا آئندہ جو کارخانہ بنے وہ اسی علاقہ میں بنے اور ہم کارخانہ بنانے والوں کو مجبور کریں گے کہ کام کرنے والوں کے لئے مکان بھی باہر ہی بنائیں۔ تا کہ وہ شہر میں رہیں۔ اور ان کے اخلاق کا دوسروں پر بُرا اثر نہ پڑے

میں شروع میں بیان کر چکا ہوں کہ

قادیان کے لوگوں کی

صحتوں کے لئے مناسب انتظامات

کی ضرورت ہے اور اس کے لئے ہم اتنی بڑی رقم جمع نہیں کر سکتے۔ اس لئے یہ مناسب سمجھا گیا ہے کہ ہماری جماعت کے دوست ایک امپرومنٹ ٹرسٹ قائم کریں اور اس طرح روپیہ جمع کیا جائے جو آبادی کی بہتری کے لئے خرچ کیا جائے۔ اس روپیہ کے حاصل کرنے کے لئے میں نے یہ تجویز کی ہے کہ ہر زمین کا سودا ایک محکمہ کی معرفت ہو۔ جو اس کے لئے مقرر کیا جائے گا۔ زمین کے خریدنے والے کے لئے ضروری ہوگا کہ قیمت پر دو فیصدی ادا کرے اور بیچنے والا تین فیصدی ادا کرے۔ اس طرح ہر سودا پر پانچ فیصدی اس محکمہ میں داخل کرایا جائے۔ اس طرح کوئی زیادہ بار بھی نہیں پڑے گا اور چار پانچ سال میں کافی روپیہ جمع ہو جائے گا۔

ایک تجویز یہ ہے

کہ کسی شخص کو ایسی زمین خریدنے اور بیچنے کی اجازت نہ دی جائے جو کہ کمیٹی کے نقشہ میں نہ آ جائے۔ اب جو زمین بیچتے ہیں وہ گلیوں اور سڑکوں کا انتظام نہیں کرتے۔ آئندہ جو زمین بیچی جائے اس کی گلیاں اور سڑکیں رکھی جائیں۔ پھر بیچنے کی اجازت دی جائے گی۔

اس کمیٹی کا یہ بھی کام ہوگا کہ سستی زمین خرید کر غرباء کو سستے داموں مہیا کرے اور مکان کے لئے چھوٹے سے چھوٹا ٹکڑا دس مرلے کا رکھا جائے اس سے چھوٹا مکان صحت افزا نہیں ہو سکتا۔

اس کمیٹی کا یہ بھی فرض ہوگا کہ قریب کے احمدی زمیندار جو اپنی زمینیں بیچیں انہیں اس شرط پر بیچنے کی اجازت دے کہ وہ اپنے ساتھ کے گاؤں میں ڈیوڑھی یا دوگنی زمین خریدیں گے اور یہ خیال رکھا جائے کہ جو لوگ زمینیں بیچیں ان کو نقصان نہ ہو۔ ہاں ناجائز طور پر قیمتیں بھی نہ بڑھیں

یہ تجاویز ہیں جو میں نے سوچی ہیں میں آج یہ اعلان کر دیتا ہوں کہ زمین کا کوئی سودا ایسا نہ ہو جس کا اندراج امور عامہ میں نہ ہو۔ اور آج سے جو سودا قادیان میونسپلٹی کی حدود کے اندر ہو۔ بائع کو چاہیئے کہ وہ تین فیصدی کے حساب سے اور مشتری کو چاہیئے کہ دو فیصدی کے حساب سے روپیہ ادا کرے۔

میری یہ تجویز بھی ہے

کہ آئندہ جو محلے نئے بنائے جائیں ان میں کچھ جگہ خالی چھوڑ دی جائے۔ جہاں باغ وغیرہ لگائے جائیں۔ جیسے شہروں میں پارک ہوتی ہیں۔ تا کہ بچے وہاں کھیل سکیں اور لوگ وہاں بیٹھ سکیں۔ اب تو یہاں تک مشکل پیش آ رہی ہے کہ محلوں میں سکولوں کے لئے جگہ نہیں مل رہی۔ حالانکہ چاہیئے تھا کہ ہر محلہ میں سکول بنانے کے لئے جگہ رکھی جاتی اس کے علاوہ ہمیں قریب کے دیہات میں جلد ہی

پرائمری سکول

کھول دینے چاہئیں۔ کیونکہ وہاں سے بچوں کو آنے جانے میں سخت تکلیف ہوتی ہے۔ نظارت تعلیم و تربیت کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

ضروری اعلان

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جو دوست اعلان نکاح یا اعلان ولادت الفضل میں اشاعت کے لئے بھجواتے ہیں وہ ایسے اعلانات اپنی جماعت کے امیر یا پریذیڈنٹ کی وساطت سے بھجوایا کریں۔ ورنہ وہ شائع نہیں ہو سکیں گے۔ (مینیجر الفضل)

درخواست دعا

میرے بہنوئی چوہدری بشیر احمد صاحب (ابن چوہدری دین محمد صاحب مرحوم آف ننگل باغبانان) چک ۳۱ R.B کریانوالہ تین ہفتہ سے بعارضہ ٹائیفائڈ سخت بیمار ہیں۔ حالت تشویشناک ہے۔ احباب دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

(محمد یٰسین بی ایس سی تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ)

قرآنی پیشگوئی کے ظہور کا ایک پہلو

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲؍ اکتوبر ۱۹۶۰ء)

آج سے چودہ سو برس قبل جب غار حراء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل، جامع اور آخری شریعت کے نزول کا آغاز ہوا تو اس کا نام اللہ تعالےٰ نے "قرآن مجید" رکھا۔ جس کے معنے ہیں ایسی مرتب اور عظمت و مجد والی کتاب جسے ہمیشہ اور بکثرت پڑھا جائے گا۔ ایک اُمی نبی پر کتاب نازل ہو رہی ہے۔ اور ایسے لوگوں میں اس کا نزول ہو رہا ہے جو محض ان پڑھ تھے اور درس و تدریس سے انہیں کوئی شغف نہ تھا۔ مگر اس کا نام ایسا تجویز کیا جاتا ہے جس میں یہ پیشگوئی ہے کہ یہ کتاب بکثرت اور ہمیشہ پڑھی جائے گی۔ ان حالات میں یہ نام رکھنا خود بڑی اہم خبر ہے اور پھر جب چودہ سو سال کی تاریخ پر نظر کی جائے تو اس پیشگوئی کا روز روشن کی طرح پورا ہونا ایک بڑا نشان ہے۔ جہاں اور جس ملک میں مسلمان ہیں۔ وہ روزانہ اس پاک کتاب کی تلاوت کرتے ہیں۔ یہ واقعہ ہے کہ بلحاظ قرأت دنیا بھر کی کوئی کتاب قرآن مجید سے لگا نہیں کھا سکتی۔ آج متعدد الہامی کتابوں کی زبانیں نابود کے درجہ میں ہیں۔ مگر عربی زبان ایک زندہ زبان ہے اور اسے ملکی پھیلاؤ کے لحاظ سے اس سے بدرجہا زیادہ وسعت حاصل ہو چکی ہے جو نزول قرآن پاک کے وقت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آج غیر ملکوں میں بھی قرآن مجید کی اشاعت اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ امریکہ کی ایک خبر ملاحظہ فرمائیں۔

"نیو یارک یکم اکتوبر نیو امریکن لائبریری پبلشنگ ہاؤس نے اعلان کیا ہے۔ کہ ایشیا اور مشرق وسطیٰ کی اس نے جتنی مذہبی کتابیں شائع کی ہیں ان میں "دی میننگ آف دی گلوریس قرآن" سب سے زیادہ مقبول ہے قرآن کریم کا یہ "تشریحی ترجمہ" محمد مارماڈیوک پکتھال نے کیا ہے۔ نیو امریکن لائبریری نے اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۵۳ء میں شائع کیا تھا۔ اور اب تک اس کے سات ایڈیشن نکل چکے ہیں اب تک اس کے چار لاکھ نسخے فروخت ہو چکے ہیں۔ جو ایک ریکارڈ کی حیثیت رکھتا ہے"

(الفرقان ربوہ)

درخواست دُعا

(از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب قادیان)

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندر آباد دکن کی صاحبزادی ہاجرہ بیگم صاحبہ جو وجع المفاصل کے عارضہ سے بیمار ہیں۔ اب روبصحت ہیں۔ لیکن ابھی بایاں ہاتھ اور بایاں پیر پوری طرح حرکت نہیں کر رہے ہیں۔ علاج جاری ہے۔ ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے احباب سے درخواست دعا ہے۔

مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ
قادیان

اذکروا موتاکم بالخیر

(از مکرم چوہدری محمد علی صاحب آف فیض اللہ چک حال لاہور)

میں اس وقت دو بزرگ ہستیوں کے کچھ حالات احباب کے سامنے پیش کر رہا ہوں تا ان کے لئے دعا کی تحریک ہو۔ ان میں سے ایک قاضی عظیم اللہ صاحب ہیں۔ جو کہ پانچ چھ ماہ ہوئے اپنے بیٹے عزیز قاضی عطاء الرحمان خانصاحب کے پاس منٹگمری میں فوت ہو گئے۔ دوسرے محترم شیخ محمد اکبر صاحب صدیقی آف سیالکوٹ محلہ حاجی پورہ تھے جو اپنے بیٹے شیخ محمد اصغر صاحب سب انسپکٹر پولیس قصور ضلع لاہور کے پاس مورخہ ۹/۴ چار بجے صبح فوت ہو گئے۔ شیخ محمد اکبر صاحب صدیقی سے میرا تعلق ۱۹۵۳ء سے ہے۔ جبکہ آپ اپنے فرزند کے پاس رہتے تھے جو ان دنوں تھانہ ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ میں انچارج افسر تھے۔ آپ مسجد احمدیہ میں جو کہ تھانہ سے پانچ چھ فرلانگ پر ہے۔ نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے صبح اور نماز مغرب کے وقت بلا ناغہ تشریف لاتے نماز مغرب کے بعد مسجد میں رہتے اور نماز عشاء ادا کرنے کے بعد تشریف لے جاتے۔ آپ تہجد گزار تھے در ثمین کے اشعار خوش الحانی سے پڑھتے۔ زبان پر ہمیشہ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم جاری رہتا۔ بندہ کو کئی مرتبہ اتفاق ہوا کہ آپ کیساتھ مل کر نماز تہجد ادا کروں اور دعائیں کروں۔ میں کوشش کرتا۔ کہ آپ کے ساتھ نوافل ادا کروں۔ لیکن تھک جاتا اور تھک کر بیٹھ جاتا۔ لیکن آپ برابر گھنٹوں کھڑے رہتے اور دعائیں کرتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ میں ننکانہ صاحب سے رات کی گاڑی جو گیارہ بجے شب شاہدرہ پہنچی تھی۔ آپ کے مکان میں پہنچا تو آپ سجدہ میں دعائیں کر رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے دریافت کیا کہ گیارہ بجے کیسی نماز آپ کہنے لگے کہ اصغر اور اس کی بیوی باہر سیر کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ میں نے نوافل کے لئے موقع غنیمت سمجھا۔

آپ مہمان نواز اور غربا پرور انسان تھے آپ شاہدرہ تھانہ سے نماز جمعہ دارالذکر میو روڈ لاہور میں پیدل چل کر ادا کرنے آتے میں بعض اوقات عرض کرتا کہ آپ تانگہ پر آ جایا کریں ہنس کر فرماتے۔ تانگے تھانہ کے دروازے پر کھڑے رہتے ہیں۔ لیکن میں ان میں بیٹھنا پسند نہیں کرتا۔ ایک تو پیدل جانے میں زیادہ ثواب ہے دوسرے راستے میں ہزار مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات پر درود شریف پڑھتا ہوں۔ پچھلے سال آپ نے اپنی کوشش سے رائے ونڈ میں مسجد احمدیہ تعمیر کروائی۔ اور چندہ وغیرہ مرکز سے اجازت لے کر جمع کیا اپنی گرہ سے بھی روپیہ خرچ کیا غرضیکہ آپ نے کوشش کر کے اپنی یادگار مسجد احمدیہ رائے ونڈ بنوائی۔

احباب دعا فرماویں اللہ تعالےٰ آپ کے درجات بلند کرے۔ آپ کے سب لڑکے احمدی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب کا حافظ و ناصر ہو اور ان سب کو اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت قاضی عظیم اللہ صاحب رضی اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ میں سے تھے آپ کے بزرگ ریاست کپور تھلہ میں قاضی کے عہدہ پر فائز تھے۔ اس لئے آپ قاضی مشہور تھے بندہ آپ کو ۱۹۲۴ء سے جانتا تھا۔ آپ فیض اللہ چک کے زمیندار خاندان میں سے تھے۔ مہمان نواز غرباء پرور اور تہجد گذار تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقدمہ کرم دین کے ساتھ تھا میں ان دنوں میں گورداسپور تاریخوں پر جایا کرتا تھا۔ ایک واقعہ آپ یہ کبھی کبھی سنایا کرتے تھے۔ کہ میرے تایا زاد بھائی قاضی فضل الٰہی صاحب بیمار ہو گئے انہوں نے مجھے قادیان دارالامان میں دوائی لانے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بھیجا بندہ حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حالات بیماری سننے کے بعد حضور نے ایک نہایت قیمتی دوائی جو کہ کستوری میں ملی ہوئی تھی۔ میری پگڑی کے دو تین پیچ اتار کر ان میں لپیٹ دی۔ اور بندہ کو واپس کیا یہ واقعہ سنا کر بہت خوش ہوا کرتے تھے۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر سید حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ جو کہ لنگر خانے کے انچارج ہو کر آتے تھے پیغام بھیجتے کہ مہمانوں کے لئے پرالی بھجوائیں۔ چنانچہ آپ پندرہ بیس مردوں کے سروں پر پرالی اٹھوا کر ساتھ جاتے۔ اور پاپیادہ پرالی لے کر قادیان پہنچتے اور خوش ہوتے قادیان سے کوئی کارکن تشریف لاتے ان کی مہمان نوازی کرتے جب آپ کی فصل پکتی اور گھر لاتے تو گاؤں کے غرباء کو غلہ دیتے۔ ایک دفعہ جب کہ آپ کی گندم پک کر تیار ہو گئی تھی۔ اور گندم کا کھلیان کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ آپ کے مزارعین حقہ پی رہے تھے۔ کہ اچانک آگ کی چنگاری کھلیان میں گر گئی اور سارے کا سارا کھلیان جل کر راکھ ہو گیا۔ آپ کا بھی اس میں کافی نقصان ہوا۔ لیکن آپ نے اپنے نقصان پر بھی صبر کیا اور مزارعین کی غلہ اور چارہ سے کافی امداد کی۔ ان کی وفات ان کے بیٹے ڈاکٹر عطاء الرحمٰن خاں صاحب آف منٹگمری کے ہاں ایک دو دن بیمار رہنے کے بعد اچانک ہوئی۔ آپ کی نرینہ اولاد صرف ڈاکٹر صاحب ہیں جو نہایت مخلص احمدی ہیں۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالےٰ ان کو بیش از بیش خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو والد ماجد کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر میں یہ خاکسار اپنے لئے بھی احباب کی خدمت میں عاجزانہ دعا کی درخواست کرتا ہے۔ کہ احباب میرے لئے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ میرا خاتمہ بالخیر کرے اور میری اولاد کو خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ محمد علی آف فیض چک حال مکان نمبر ۱۳/۳ گلبرگ لاہور۔

وصیت کیلئے ضروری شرائط

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

نوٹ :- بریکٹوں کے اندر کی عبارت حضور کی نہیں بلکہ دفتر کی ہے۔ (سیکرٹری)

اوّل :- "وصیت کے متعلق میرے خیالات بہت سخت ہیں۔ میرے نزدیک وصیت مرض الموت کی درست نہیں۔ کیونکہ اس وقت انسان خواہ کسی ایمان کا ہو موت کو قریب سمجھ کر مال کی قربانی کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔"

(اس لئے وصیت صحت اور تندرستی کی حالت میں کرنی چاہیئے)

دوم :- "اس سے یہ نقص پیدا ہوتا ہے کہ ایک شخص جو اڑھائی تین سو روپیہ ماہوار تنخواہ پاتا رہتا ہے اور دین کی خدمت سے غافل اور اس کی جائیداد کوئی نہیں ہوتی۔ وہ ایسے وقت میں وصیت کر کے وصیت کے اصل مفہوم کے خلاف عمل کر کے وصیت کنندوں میں شامل ہو جاتا ہے"۔

(بعض دوست ساری عمر ملازمت یا تجارت وغیرہ کرتے ہیں۔ اور خوب کماتے ہیں۔ مگر وصیت ریٹائرڈ ہو کر یا کام کرنے سے معذور ہو کر اس وقت کرتے ہیں جب کہ وہ مالی لحاظ سے سلسلہ کی کچھ زیادہ خدمت نہیں کر سکتے۔ بلکہ خود اپنی اولاد کے دست نگر اور ان کی امداد کے محتاج ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی درست نہیں ہے اور ایثار اور قربانی کی اصل روح کے منافی ہے)

سوم :- "میرے نزدیک یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ ایک شخص کا گذارہ اس کی جائیداد پر ہے یا تنخواہ پر۔ اگر اصل چیز اس کی تنخواہ ہے تو اس پر وصیت ہونی چاہیئے۔ ورنہ ایک ہنسی بن جائے گی"۔

(اور اگر اصل چیز جس پر اس کا گذارہ ہے جائیداد ہے تو وصیت جائیداد پر ہونی چاہیئے لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر وصیت کا قانونی طور پر دونوں شقوں۔ آمد اور جائیداد۔ پر مشتمل ہونا ضروری ہے۔ مثلاً ایک شخص کی جائیداد کچھ نہیں۔ وہ صرف اپنی ماہوار آمد کی وصیت کرتا ہے۔ مگر ضروری ہے کہ وصیت میں وہ یہ بھی لکھے کہ اس وقت گو میری جائیداد کچھ نہیں لیکن آئندہ اگر کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ یا مثلاً اس کی ماہوار آمد کچھ نہیں اور صرف جائیداد کی وصیت کرتا ہے۔ تو لازمی ہوگا کہ وہ یہ بھی لکھ دے کہ اس جائیداد کے علاوہ اگر میرا کوئی اور ذریعہ آمد پیدا ہو جائے تو اس کی آمد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی)

چہارم :- "اسی طرح میرے نزدیک یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ کوئی شخص ظاہر طور پر کسی حکم شریعت کو توڑتا تو نہیں۔ ظاہر کی شرط اس لئے کہ دل کا حال خدا تعالےٰ جانتا ہے"۔

الفضل مجریہ ۸ دسمبر ۱۹۱۹ء

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ـــــ ربوہ)

داخلہ پاکستان ایرفورس پبلک سکول سرگودھا

گیارھواں پری کیڈٹ داخلہ۔ فارغ التحصیل کے لئے پی اے ایف جی ڈی پی (ٹیکنیکل برانچ میں داخلہ تم۔

داخلہ قابلیت کے معیار پر۔ امتحان ۲۲؍ اپریل۔ دو پیپر انگلش وحساب مراکز امتحان، پی اے ایف سٹیشن کراچی۔ راولپنڈی۔ پشاور۔ لاہور کینٹ۔ سرگودھا گورنمنٹ کالج کوئٹہ اور انٹرویو فائینل انتخاب ایر ہیڈکوارٹر میں۔ تین ہزار سالانہ سے کم آمد والے کے لڑکے سے فیس ندارد۔ زاید آمد والوں سے درجہ بدرجہ ۱۵/- سے ۱۰۰/- ماہوار تک دوران ٹریننگ راشن وردی۔ رہائش۔ کتب وطبی امداد سرکاری

شرائط۔ یکم اپریل ۲۳ کو عمر ۱۰ ۱۲ تک۔ چھٹی جماعت یا تھرڈ سٹینڈرڈ پاس فارم ہائے درخواست نزدیک کے پی اے ایف دفتر بھرتی سے حاصل ہوں اور بعد تکمیل بعینہ رجسٹری وہیں واپس ہوں

آخری تاریخ ۱۵/۱۰/۶۰ (پ۔ ٹ ۶۰/۹/۲۶) (ناظر تعلیم)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

قرآن کریم کا چرچا عام کرنیکے لئے ہمیں حفاظ کی ضرورت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا :-

"قرآن کریم کا چرچا اور اس کی برکات کو عام کرنے کے لئے ہماری جماعت میں بکثرت حفاظ ہونے چاہئیں۔ پرسوں ایک دوست مجھ سے ملنے کے لئے آئے تو انہوں نے ذکر کیا کہ وہ اپنے لڑکے کو قرآن شریف حفظ کرانا چاہتے ہیں مگر جو دوست ملتا ہے کہتا ہے ایسا نہ کیجئے بچہ پر بوجھ پڑ جائے گا۔ اور وہ بیمار ہو جائے گا۔ میں نے جواب دیا کہ شیطان تو ہمیشہ ہی نیک کام میں دخل دیا کرتا ہے آپ اسے بھی شیطانی وسوسہ سمجھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں ہر جماعت میں کچھ لوگ شیطان کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ وہاں مومن بھی بعض دفعہ اپنی کمزوری سے ایسے لوگوں کو دیر کر دیتے ہیں اسلام کو روپے کی ضرورت ہے۔ اگر شیطان کسی کو دھوکا دینا چاہے تو اس رنگ میں بھی دھوکا دے سکتا ہے کہ چندہ دینا ہی کافی ہے۔ اس کی کیا ضرورت ہے کہ ہمارے بچے قرآن حفظ کریں وہ نہیں جانتے کہ چندہ مانگا جاتا ہے انسانوں پر خرچ کرنے کے لئے جب آدمی ہی نہ ہونگے تو خرچ کس پر ہوگا۔ بہرحال قرآن کریم کا چرچا عام کرنے کے لئے ہمیں حفاظ کی سخت ضرورت ہے۔ حفاظ کے نہ ہونے کا یہ بھی نقصان ہوتا ہے کہ جب رمضان آتا ہے تو تراویح پڑھانے والے نہیں ملتے اور باہر سے بلانے پڑتے ہیں۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے ایک بچہ میرے پاس آیا۔ جو بہت ذہین معلوم ہوتا ہے۔ اس کی بہن نے بتایا کہ میرے اس بھائی نے خود بخود آدھا سیپارہ حفظ کر لیا ہے لیکن نے کہا گھر میں اپنے طور پر حفظ کرانے سے تلفظ کی غلطیاں پختہ ہو جائیں گی۔ اور پھر ان کا دور کرنا مشکل ہوگا۔ جس نے قرآن کریم حفظ کرنا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی اچھے حافظ یا قاری کی نگرانی میں حفظ کرے۔ تا وہ صحیح طور حفظ کرے"۔

(ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اخبار الفضل ۲۵ اگست ۱۹۶۰ء)

حضور اقدس کے ان ارشادات کی روشنی میں احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے بچوں کو قرآن کریم حفظ کرانے کا شوق دلائیں۔ اس غرض کے لئے جامعہ احمدیہ کی زیر نگرانی حافظ کلاس جاری ہے دوست اپنے بچوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس کلاس میں داخل کروا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

نوٹ :- مستحق طلبار کو وظائف بھی دئے جاتے ہیں (وکیل التعلیم ربوہ)

چندہ سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ

مجلس انصار اللہ کا سالانہ اجتماع ۲۸-۲۹-۳۰ اکتوبر ۱۹۶۰ء کو جماعت احمدیہ کے مرکز پاکستان ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ اس موقعہ پر بدستور سابق انشاء اللہ تعالےٰ ملک کے ہر حصہ سے اراکین تشریف لائیں گے۔ جن کے قیام و طعام اور جلسہ کے جملہ انتظامات مجلس مرکزیہ کے سپرد ہوتے ہیں یہ اخراجات مرکز کے فیصلہ کے مطابق "چندہ سالانہ اجتماع" کی مد سے پورے کئے جاتے ہیں۔ چندہ "جلسہ سالانہ اجتماع کی شرح صرف ۱۲ آنے سالانہ فی کس ہے اور یہ اتنی قلیل شرح ہے کہ اسے چندہ کو غریب سے غریب رکن بھی شرح صدر سے ادا کر سکتا ہے

ضرورت اس بات کی ہے کہ اجتماع سے قبل اس چندہ کی وصولی سو فیصدی ہو جائے تاکہ اسی میں سے سالانہ اجتماع کے اخراجات پورے ہو سکیں۔ اور دوسرے چندہ جات پر اس خرچ کا بار نہ پڑے۔

عہدیداران انصار اللہ سے درخواست ہے کہ مہربانی فرما کر تمام اراکین سے باشرح یہ چندہ وصول کر کے جلد از جلد ضرور مرکز میں بھجوا دیں تاکہ انتظامات میں سہولت رہے۔

جزاکم اللہ (قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

اعانت الفضل

مکرم ماسٹر عبدالمجید صاحب گلی غلام حیدر آبادی حاکم رائے گوجرانوالہ کے لڑکے عزیزم جمیل احمد نے P.A.F. لاہور سے ۶ ماہ کی ٹریننگ کا امتحان پاس کر لیا ہے۔ اس خوشی میں ماسٹر عبدالمجید صاحب نے مبلغ دو روپے اعانت الفضل ارسال کئے ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اس کامیابی کو آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے (مینجر الفضل)

درخواست دعا

خاکسار کا لڑکا امتیاز احمد شدید بیمار ہے۔ حالت خطرہ میں ہے۔ بزرگان کرام اور احباب جماعت شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔

(رشید احمد حلقہ فیڈرل ایریا۔ کراچی)

یومِ اقوامِ متحدہ ــــــ ۲۴ر اکتوبر ۱۹۶۰ء

ہر ملک میں لوگ بعض ایسے خاص دن مناتے ہیں جن میں ان ناموں یا کارناموں کی یاد تازہ کی جاتی ہے۔ جو ان کی قومی تاریخ کے اوراق کو تابانی بخش چکے ہیں۔ ہر مذہب میں بعض متبرک ایام کی یاد منائی جاتی ہے اور ان موقعوں پر اس مذہب کے پیرو اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کے زیادہ قریب آجاتے ہیں۔ یہ دن صدیوں سے منائے جا رہے ہیں اور انہیں ایک خاص تقدیس کا درجہ حاصل ہے۔ چونکہ ہر سال انہیں بڑے احترام سے منایا جاتا ہے۔ اس لئے یہ دن اپنی سماجی اور روحانی حیثیت سے بنی نوع انسان کے ضمیر کا جزو بن چکے ہیں۔

پچھلے چند برس سے ان اہم ایام میں جو ہر سال بڑے ذوق شوق سے منائے جاتے ہیں ایک اور دن کا اضافہ ہوا ہے۔ یہ دن بین الاقوامی نوعیت رکھتا ہے اور اسے عالمگیر حیثیت سے منایا جاتا ہے۔ یہ دن کسی ایک قوم سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اسے تمام ملکوں میں منایا جاتا ہے مختلف مذاہب اور عقائد کے لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت ہے۔ اور یہ دن خود ان سب لوگوں کو عزت بخشتا ہے۔ اس کا خاص وصف یہ ہے کہ یہ ان مشترکہ باتوں کو اجاگر کرتا ہے جو ان میں اتحاد اور یکجہتی کو جنم دیتی ہیں۔ یہ وہ سالانہ تقریب ہے۔ جسے تمام اقوام اور تمام ممالک ذوق و شوق سے مناتے ہیں۔ اور اسے یوم اقوام متحدہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

یہ دن جس واقعہ کی یاد تازہ کرتا ہے وہ اقوام متحدہ کے منشور کا نفاذ ہے۔ جو ۲۴ر اکتوبر ۱۹۴۵ء کو عمل میں آیا تھا اس منشور پر دستخط ہونے اور اقوام متحدہ کے وجود میں آنے کے بعد دنیا کے لوگوں کی ان عظیم کوششوں کا آغاز ہوتا ہے۔ جو انہوں نے جنگ سے چھٹکارا پانے اور آپس میں مل کر بہتر امن قائم کرنے کے لئے شروع کی ہیں۔ اقوام متحدہ کی بنیاد رکھتے وقت سب کے سامنے صرف ایک ہی مقصد تھا۔ اس کا قیام باہمی اشتراک اور استحکام کے اصولوں پر عمل میں آیا۔ چونکہ یہ ایک انسانی کوشش ہے اس لئے اس کے بارے میں غلطیوں سے مبرا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم پندرہ سال کے تجربے نے ثابت کر دیا ہے کہ اس کا مقصد نہایت اعلیٰ اور ارفع ہے اور اس کے حصول کے لئے بین الاقوامی تعاون بے حد ضروری ہے۔

اقوام متحدہ کو اپنے پہلے پندرہ سال میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران اتحادیوں نے آپس میں یکجہتی پر قائم رہنے کے جو وعدے کئے تھے وہ انہیں پورا نہ کر سکیں اور ان کی جگہ بداعتمادی اور اعصابی جنگ نے لے لی۔ اقوام کے درمیان کشیدگی کی چنگاریاں سلگنے لگیں۔ بعض اوقات یہ چنگاریاں بھڑک اٹھیں اور لڑائی کے شعلے بلند ہو گئے۔ فنی حیثیت سے ترقی یافتہ اور پسماندہ ملکوں کے درمیان وسیع خلیج موجود رہی جس کی وجہ سے ایسے اقتصادی مسائل سے دوچار ہونا پڑا۔ جن کے دور رس نتائج سامنے آئے۔

منشور کے مطمح نظر کے مطابق ان لوگوں نے مثلاً افریقہ کی بعض اقوام نے جو پہلے محکوم تھیں حکومت خود اختیاری اور آزادی کی طرف تیزی کے ساتھ قدم بڑھائے۔ اس کی وجہ سے سابق حکمرانوں اور نئی آزاد مملکتوں کو اپنے آپ کو نئے سانچے میں ڈھالنا پڑا اور ایسا کرنے میں انہیں متعلقہ مسائل اور گتھیوں سے دوچار ہونا پڑا۔ نئی آزاد مملکتوں کے سامنے یہ کام تھا۔ کہ اپنی نئی حاصل کردہ آزادی کو قائم رکھنے کے لئے انتظامی اور اقتصادی تعمیر کی طرف توجہ دیں۔ لاکھوں انسانوں کو غذا کی کمی کا سامنا ہے ان کے لئے حفظان صحت کے انتظامات' رہنے کے لئے مکانات اور تعلیمی سہولتیں کافی نہیں اس پر طرہ یہ کہ آبادی عدیم النظیر طریق پر بڑھ رہی ہے۔ اس لئے ان مسائل کو حل کرنا اور بھی زیادہ ضروری ہو گیا ہے۔ ایٹمی قوت پر قابو پانے اور سائنس کی دوسری ایجادیں کرنے سے انسان کو جو فائدے پہنچ سکتے ہیں وہ اس خطرے کے مقابلے میں مدہم پڑ گئے ہیں جو انہیں ایجادوں کی وجہ سے انسان کو لاحق ہے کیونکہ اگر انہیں پرامن مقاصد کے لئے استعمال نہ کیا جائے۔ تو ان سے انسانی تہذیب تباہ و برباد کی جا سکتی ہے۔

اقوام متحدہ کے منشور پر دستخط ہونے کے پندرہ سال بعد اگر اب ہم ٹھنڈے دل سے غور کریں تو معلوم ہو گا کہ دنیا کو اقوام متحدہ کی جتنی آج ضرورت ہے اتنی پہلے کبھی نہ تھی اگر بداعتمادی کی فضا کے لگاتار باقی رہنے کی وجہ سے منشور کی دفعات پر پوری طرح عمل نہیں کیا جا سکا تو اس سے منشور پر کوئی حرف نہیں آتا۔ بلکہ اس صورت حال کی وجہ سے تو اقوام متحدہ کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ اسی ادارے کے ذریعے آپس میں ملاقات اور گفت و شنید سے' خواہ نجی حیثیت سے ہو۔ یا سرکاری حیثیت سے' جھگڑے ایسے طریقے پر سلجھائے جا سکتے ہیں۔ کہ فریقین میں سے کوئی بھی یہ محسوس نہ کرے کہ اسے نیچا دیکھنا پڑا ہے۔ اور اقوام متحدہ کے ذریعے اس خطرے کو کم کیا جا سکتا ہے جو امن کو لاحق ہے۔

یہ ادارہ بتدریج ترقی کر رہا ہے اور آہستہ آہستہ تمام دنیا کے ممالک اس کے ممبر بن رہے ہیں شروع میں اس کے اکیاون ممبر تھے اب اسکے ممبروں کی تعداد بیاسی ہے لیکن ابھی اور ممالک جنہوں نے اسی سال کے دوران آزادی حاصل کی ہے۔ بیاکر رہے ہیں اقوام متحدہ کے ممبر بن رہے ہیں۔ ہر نئے ممبر کی شمولیت سے ادارہ کی اخلاقی طاقت بڑھتی ہے اور اس کے اجتماعی تجربوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

اقوام متحدہ کو ایک زندہ ادارہ ہونے کے وصف سے ممیز ہونے کا افتخار حاصل ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس کا نظام اور اس کا طریق عمل نئے ماحول اور نئے حالات کے مطابق بدل جانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ سیاسی میدان میں جھگڑوں سے نبٹنے کے لئے اقوام متحدہ کی طرف سے جو طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔ وہ اپنے اندر ایک خاص لچک رکھتے ہیں اقوام متحدہ کے صدر مقام پر جھگڑے دو طریقوں پر طے کرائے جاتے رہے ہیں ایک تو یہ کہ اقوام متحدہ کے نمائندے متعلقہ فریقوں سے ذاتی طور پر بات چیت کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ مسئلہ کو حل کرنے کے لئے عام بحث و تمحیص کی جاتی ہے اب کچھ عرصے سے ان میں ایک اور طریقے کا اضافہ ہو گیا ہے۔ اب ادارے کے سیکرٹری جنرل جنکی اقوام متحدہ میں آزادانہ پوزیشن تسلیم کی گئی ہے جھگڑوں کو ذاتی طور پر مصالحت کے ذریعے چکانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس طرح وہ منشور کے اصولوں اور اس کے مقاصد کی سربلندی کے لئے ذاتی طور پر اقدام کرتے ہیں۔

اقتصادی میدان میں اقوام متحدہ کی طرف سے بے غرضانہ طریق پر تحقیقات کرنے' جائزہ لینے اور منصوبے بنانے کے کام انجام دیئے گئے ہیں۔ ان سرگرمیوں نے ایسی زمین ہموار کرنے میں مدد دی ہے۔ جس پر قومی اور علاقائی اقتصادی پالیسیوں کی بنیاد پختگی کے ساتھ رکھی جا سکتی ہے۔ اقوام متحدہ کا فنی امداد کا پروگرام جو دوسرے دو طرفہ امدادی پروگراموں کے مقابلے میں اگرچہ کوئی بڑا پروگرام نہیں۔ اور نیا جاری شدہ اقوام متحدہ کا اسپیشل فنڈ اور وہ دفعات جن کی رو سے عاملانہ اور انتظامیہ شعبوں میں کام کرنے کے لئے حکومتوں سے ماہروں کی درخواست کی جاتی ہے یہ سب ایسی باتیں ہیں جن سے ترقی کی منزلیں طے کرنے والے ملکوں کو تجربے اور آدمیوں کی مدد کے علاوہ مالی اور اخلاقی امداد بھی حاصل ہوتی ہے۔ اور اس سے فائدہ اٹھا کر وہ اپنی معاشیات کو آگے بڑھاتے ہیں۔ اور زندگی کے معیار کو اونچا کرتے ہیں۔

اقوام متحدہ کے ذریعے جو بین الاقوامی امداد ملتی ہے۔ اس کا ایک مزید فائدہ یہ ہے کہ امداد دینے اور لینے والے ممالک امداد کے کام میں برابر کے شریک سمجھے جاتے ہیں اور جو امداد دی جاتی ہے یا لی جاتی ہے اس کیساتھ کوئی سیاسی یا نفسیاتی ذمہ داریاں وابستہ نہیں ہوتیں۔

معاشرتی امور میں اقوام متحدہ نے دنیا کے ضمیر کو ایسا بیدار کیا ہے کہ بنی نوع انسان کے ہر فرد کا وقار اور اس کی قدر و قیمت تسلیم کی جا رہی ہے۔ پناہ گزینوں کی امداد کے لئے عظیم ترین انسانی کوشش یعنی "دنیا بھر کے پناہ گزینوں کے سال" کے پروگراموں کو کامیاب بنانے میں بھی اقوام متحدہ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ بچوں کے ہنگامی فنڈ کے تحت اقوام متحدہ نے بچوں کی بہبود اور ان کے لئے مناسب غذا کی جو مہم چلائی اس سے لاکھوں بچوں نے فائدہ اٹھایا اور "بچے کے حقوق کا اعلان" کر کے اقوام متحدہ نے یہ بات ذہن نشین کرانے کی کوشش کی کہ عوام اپنی بہتر سے بہتر جو چیز دے سکتے ہیں بچہ اس کا مستحق ہے۔

اپنے پہلے پندرہ سال میں ہی اقوام متحدہ یہ درجہ حاصل کر چکی ہے۔ کہ اس وقت یہ بین الاقوامی زندگی کا ایک اہم جزو ہے اور اس زندگی کے مرقع کو انسانی یکجہتی کے ایک نئے نمونے سے مزین کر رہی ہے۔ اس پندرہ سال کے عرصہ میں اقوام متحدہ کی اہمیت اور اس کی قدر و قیمت بخوبی ثابت ہو چکی ہے۔ اور اس کی ممبر حکومتوں اور لوگوں پر یہ واضح ہو چکا ہے کہ انہیں قیام امن اور بین الاقوامی زندگی کے دوسرے مسئلوں کو منشور کے مطابق حل کرنے کے لئے اس ادارے کی ضرورت ہے۔

پس یہ وجوہ ہیں جن کی بنیاد پر ہم اقوام متحدہ کا دن مناتے ہیں یہ ایک ایسی سالانہ تقریب ہے۔ جسے تمام ملک اور تمام لوگ منا سکتے ہیں اور منا رہے ہیں۔

چار باتیں

۱۔ اپنے جسم۔ لباس۔ گھر اور ماحول کو صاف رکھئے
۲۔ مکھی اور مچھر کے انسداد کی تدابیر اختیار کیجئے۔
۳۔ یہ دعا باقاعدگی سے کرتے رہیئے
رب کل شیئٍ خادمک رب فاحفظنا وانصرنا وارحمنا۔
۴۔ ان امور کی تلقین دوسروں کو بھی کرتے رہیئے۔

قائد خدمتِ خلق انصار اللہ مرکزیہ

لاہور میں پانچ نئی رہائشی بستیاں تعمیر کرنے کا منصوبہ

مختلف رقبہ کے گیارہ سو پلاٹ مہیا کئے جائیں گے

لاہور ۲۰ اکتوبر۔ لاہور امپرومنٹ ٹرسٹ عنقریب پانچ نئی بستیاں تعمیر کر رہا ہے۔ یہ اقدام لاہور میں مکانوں کی شدید قلت کم کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ ان بستیوں میں مختلف رقبے کے مکانوں کے لئے ایک ہزار ایک سو پلاٹ ہوں گے۔

معلوم ہوا ہے کہ ان میں سے بیشتر پلاٹ دو یا چار کنال کے ہوں گے۔ لیکن اس سے کم رقبے کے پلاٹوں کی ایک محدود تعداد بھی مہیا کرنے کی تجویز ہے۔ یہ پلاٹ ایسے لوگوں کو الاٹ کئے جائیں گے جن کے پاس لاہور یا شہر کے نواحی علاقوں میں کوئی زمین یا مکان نہیں ہے۔

مجوزہ بستیاں اپر مال، نئے یونیورسٹی کیمپس کے علاقہ، سمن آباد اور اسلامیہ پارک کی آبادیوں کے قریب واقع ہوں گی۔ یونیورسٹی کیمپس اور اپر مال کی سکیموں میں سے ہر ایک دو سو اکیس ایکڑ رقبہ میں پھیلی ہوگی۔ اسلامیہ پارک کے منصوبے کے لئے ایک سو نناوے ایکڑ رقبہ حاصل کیا جائے گا۔ سمن آباد کے قریب جس سکیم پر عمل کیا جائے گا۔ وہ نسبتاً چھوٹی ہوگی اور صرف اکیس ایکڑ رقبہ میں پھیلی ہوگی

شاہ جمال کالونی اس غیر آباد علاقہ میں تعمیر کی جائے گی۔ جو فیروزپور روڈ اور جیل روڈ کے درمیان واقع ہے۔ شاہ جمال اور اپر مال کی سکیموں کے خاکے کم و بیش مکمل کئے جا چکے ہیں۔ یونیورسٹی کیمپس کا منصوبہ حکومت منظور کر چکی ہے اپر مال سکیم پر ابتدائی کام کیا جا رہا ہے اور یہ عنقریب حکومت کو بھیج دی جائے گی۔

لاہور امپرومنٹ ٹرسٹ پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے لئے صرف اس وقت درخواستیں طلب کرے گا۔ جب یہ سکیمیں عملدرآمد کے لئے تیار ہو جائیں گی۔ امپرومنٹ ٹرسٹ کم آمدنی والے طبقے کے لئے بھی مکان کی تعمیر کا ایک منصوبہ تیار کرے گا۔ اس سکیم کے مطابق نچلے متوسط طبقے اور متوسط طبقے کے لوگوں کو چھوٹے چھوٹے قطعات الاٹ کئے جائیں گے اب تک یہ سکیم متعلقہ حکام کے زیر غور ہے۔

متروکہ املاک کی قیمتوں کے متعلق آرڈی ننس کی وضاحت

راولپنڈی ۲۰ اکتوبر۔ بعض اخبارات اور عام لوگوں نے دس اکتوبر ۱۹۶۰ء کو شائع شدہ مرکزی حکومت کے آرڈی ننس کے معانی اور ان کے مضمرات کے بارے میں شکوک و شبہات کا اظہار کیا ہے

آج مرکزی حکومت نے ایک اعلان کے ذریعہ وضاحت کر دی ہے کہ اس آرڈی ننس کا اطلاق منتقل ہونے والی ان جائیدادوں پر نہیں ہوتا جن کا انتقال معاوضہ سکیم کے تحت عمل میں آتا ہے۔ یہ آرڈی ننس مرکزی حکومت کو محض یہ اختیار دیتا ہے کہ بعض معاملات کو کسٹوڈین کے حوالے کرے۔ جن کے بارے میں حکومت کو یہ خیال ہو کہ بہت کم قیمتوں پر محض اداروں یا انفرادی لوگوں کو منتقل کی گئی ہیں۔ اعلان میں بتایا گیا ہے کہ جن لوگوں کے نام معاوضہ سکیم کے تحت متروکہ جائیدادیں منتقل کی گئی ہیں ان کے دلوں میں یہ خوف پیدا نہیں ہونا چاہیئے کہ ان کے معاملات ۱۰ اکتوبر کے آرڈی ننس کے تحت مزید جانچ پڑتال کے لئے کسٹوڈین کو سونپ دیئے جائیں گے۔

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چوہدری محمد حسین صاحب افسر مال با اختیار سپیشل کلکٹر جھنگ

مقدمہ نمبر ۱۷ فک الرہن موضع عمرانہ تحصیل جھنگ

صالحوں، محمد ولد محمد بخش۔ نور محمد، شیر محمد پسران فتح محمد۔ اللہ وسائی۔ بھاگ بھری۔ صاحب بی بی دختران فتح محمد مسماۃ دولاں بیوہ فتح محمد مسماۃ جنتاں۔ بخت وڈی، بخت بی بی (؟) جند وڈی دختران محمد قوم سیال سکنہ عمرانہ تحصیل جھنگ — بنام ہریا ولد ہیتول۔ دھعا یا رام و گنشیداس پسران جو دھا رام غیر مسلم حال بھارت درو فالت فک الرہن کھاتہ ۳۴ رقبہ ۱۴۸ جمعبندی سال ۵۸-۱۹۵۹ء۔

بمقدمہ مندرجہ بالا مسمیان ہریا وغیرہ فریق دوم غیر مسلم ہیں جو کہ ترک سکونت کر کے ہندوستان چلے گئے ہیں۔ جن پر اب آسانی سے تعمیل ہونی مشکل ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار اخبار مشتہر کیا جاتا ہے کہ وہ ۱۱/۶ ۱۳ کو صبح ½ ۷ بجے بمقام جھنگ صدر حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ کریں بصورت عدم حاضری ان کے خلاف کارروائی یکطرفہ کی جائے گی۔

آج مورخہ ۱۰/۶۰ ۱۲ بثبت ہمارے دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم ۔۔۔۔۔۔

(مہر عدالت) کلکٹر ضلع جھنگ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

درخواست دعا

میری والدہ محترمہ کی آنکھوں کا اپریشن چند دن تک ہونیوالا ہے اور میری ہمشیرہ کافی عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ احباب جماعت اور درویشان قادیان دونوں کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(چوہدری نثار احمد اوورسیئر ایم۔ ای۔ ایس ڈیرہ اسماعیل خان)